eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

CC BY OPEN ACCESS

علمی اُردو لغت (جامع) اور اُصولِ لغت نویسی

(اندراجات، ترتیب اندراجات اور املا)

ILMI URDU LUGHAT (JAAMAY) AND PRINCIPLES OF LEXICOGRAPHY

(Lexical Entries, Order of Lexical Entries and Orthography)

ناصر محمود احمد، اسکالر، پی ایچ۔ڈی، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد
Nasir Mahmood Ahmad, Scholar Ph.D Dept. of Urdu,AIOU, Islamabad
ڈاکٹر صفدر رشید، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد
Dr. Safdar Rashid Assistant Professor, Dept. of Urdu, AIOU, Islamabad

ABSTRACT
Waris Sirhandi is one of the leading Urdu lexicographers of Pakistan. In this field he has many things on his credit, the most important of these is ‘Ilmi Urdu Lughat (Jaamay). He has also done critical reviews of many important Urdu dictionaries. The present research article is an analytical study of this import work. The study has been made keeping in view the principles of lexicography like: entry word, order of lexical entries, old and new way of orthography etc. The article also tries to judge the lexicon in the light of the principles and claims set by the compiler himself.

KEYWORDS: Waris Sarhandi, Ilmi Urdu Lughat, Lexical entries, Ordering Lexical entries Orthography
کلیدی الفاظ: وارث سرہندی، علمی اردو لغت، لغاتی اندراجات، ترتیب لغاتی اندراجات، املا

قیامِ پاکستان کے بعد اردو زبان و ادب کی خدمت کرنے والے معتبر ناموں میں سے ایک بڑا نام وارث سرہندی (1991-1937)[1] کا ہے۔ طبعاً گوشہ نشین ہونے کی وجہ سے آپ کا شخصی تعارف تو محدود ہو سکتا ہے لیکن اپنی گوں ناگوں خدمات کے سبب علمی و ادبی حلقوں میں اُن کا نفوذ بہت وسیع ہے۔

لغت نویسی کے میدان میں آپ کی تالیف علمی اردو لغت (جامع) نے خاصی شہرت پائی ہے۔ چناں چہ آپ کی یہ تالیف بہ استثنا تمام تعلیمی اداروں میں موجود ہے۔ اِسی شعبہ علم سے متعلق آپ کی دیگر تالیفات بھی ہیں۔ جامع الامثال کے نام سے آپ نے ضرب

الامثال کا ایک جامع معجم تالیف کیا ہے۔ ایک قاموسِ مترادفات ترتیب دیا ہے۔ علاوہ ازیں مستشرقین اور مقامی مولفین کے لغات پر تحقیقی کام کیا ہے جو مقتدرہ قومی زبان (اِدارہ فروغِ قومی زبان) سے "کتبِ لغات کا تحقیقی ولسانی جائزہ" کے نام سے متعدد جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ اسی ادارے سے "زبان و بیان" کے نام سے آپ کے لسانی مقالات کا ایک مجموعہ بھی شائع ہوا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف علمی و ادبی موضوعات پر آپ کے غیر مدوّنہ مقالات بھی ملتے ہیں۔ آپ کا پہلا اور عمومی تعارف "علمی اردو لغت (جامع) کے مولف ہونے کے حوالے ہی سے ہے۔ علمی اردو لغت (جامع) کی بابت آپ کا دعویٰ ہے کہ یہ اردو کے عام قاری اور اردو ادب کے طالب علم کی جملہ ضروریات پوری کرنے کو کافی ہے۔ نیز یہ کہ اِس لغت کی موجودگی دیگر لغات سے بے نیاز کرتی ہے۔ اِس میں محض سابقہ لغات کے اندراجات نقل کر دینے کی بجائے اردو ادب کی خصوصاً نصاب کے حوالے سے اہم کتب، مختلف موضوعات پر قدیم وجدید کتب اور اخبارات ورسائل سے ذخیرہ الفاظ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ اُردو زبان میں شامل ہونے والے نئے الفاظ کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت کے پہلو کو بھی مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایک جلد میں بہترین لغت پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ علمی اردو (جامع) کے تنقیدی مطالعے کے حوالے سے ہے۔ اِس میں مذکورہ لغت کے اندراجات کی نوعیت، اِن کی ترتیب، قدیم اور جدید املا کے اصولوں کے حوالے سے تنقیدی مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ دیکھا جاسکے کہ مولف نے معیاری اُصولِ لغت نویسی نیز خود اپنے وضع کردہ اُصولوں کی کس حد تک پاس داری کی ہے۔

اندراجاتِ لغت

چوں کہ وارث سرہندی کا مقصد اردو ادب کے قارئین اور طلبہ کے لیے ایک جلد پر مشتمل جامع لغت مرتب کرنا تھا۔ اِس لیے انھوں نے ولی دکنی کے عہد سے لے کر علامہ اقبال تک کے مشہور شعرا اور نثر نگاروں کی تصانیف میں مستعمل الفاظ کو خاص طور پر لغت میں شامل کیا ہے۔ یہ تصانیف عموماً کسی نہ کسی صورت میں شامل نصاب بھی رہتی ہیں۔ اِس کے علاوہ اپنے پیش رو لغت نویسوں کی لغات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ چناں اِس لغت میں اردو کے متداول ، مفردات، مرکبات، سابقے، لاحقے، عوامی ، عورتوں کی زبان، فقرات، محاورات، اصطلاحات، تلمیحات، ضرب الامثال، مقولے اور کہاوتیں درج کی گئی ہیں۔ لغت

میں مفردات، مرکبات، محاورات، ضرب الامثال، کہاوتوں اور فقروں کو بھی اندراجات کی حیثیت دی گئی ہے۔ سابقے اور لاحقے بھی لغت میں شامل کیے گئے ہیں۔ اپنے لیے وضع کیے گئے اُصول کے مطابق خود الفاظ و اصطلاحات وضع کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ تاہم لغت نویسی ایسا سیدھا کام نہیں۔ لغت نویس کے سامنے کئی قسم کے مسائل ہوتے ہیں۔ جیسے کتاب کی بڑھتی ہوئی ضخامت، محدود وقت، محدود وسائل اور پبلشنگ وغیرہ کے مسائل کام کے معیار کو متاثر کرتے ہیں۔ زیر مطالعہ لغت میں بھی تمام تر احتیاط کے باوجود کچھ تسامحات در آئے ہیں۔ اِن تسامحات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

چوں کہ اِس لغت میں اردو زبان کے تمام الفاظ شامل کرنا کا تو دعویٰ کیا ہی نہیں گیا۔ اِس لیے اِس پہلو سے تو اِس پر تنقید کرنے کا جواز نہیں۔ تاہم جس قدر الفاظ شامل کرنے کا دعویٰ ہے اُس کے مطابق بھی بعض الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔ اِس ضمن میں سب سے پہلا تبصرہ محمد سلیم الرحمٰن صاحب کا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "As it is Waris Sirhindi seems to be cut out for the job and he has compiled a fairly extensive, up-to-date and practical lexicon. His aim has been to cater to the needs of the general readers and student community. He has seen to it that all those words a reader likely to come across in well-known Urdu classics are included...Waris Sirhindi's work is a good example of conscientious industry and can be strongly recommended to all who need a detailed, up-to-date dictionary in one volume.
>
> It does not follow that his compilation cannot be faulted. I have noticed a few errors here and there. Let me point out a couple of these. An interesting omission is that he has included "Christmas card" but not "Eid Card"....." (2)

سلیم الرحمٰن صاحب کا تبصرہ بجا ہے۔ عید کارڈ ایک لغتی لفظ کا درجہ رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی دِل چسپی سے خالی نہیں کہ طلبہ کے لیے مرتّبہ لغت میں انگریزی لفظ "اسپیکر" (بہ معنی مجلسِ قانون ساز کا صدر) درج ہے لیکن "سٹوڈنٹ"، "ٹیچر" اور "سمسٹر" جیسے الفاظ شامل نہیں۔ بہر حال جن کُتب کی بابت مرتّب نے وضاحت سے تذکرہ کیا ہے کہ اِن میں

مستعمل الفاظ کو شاملِ لغت کیا گیا ہے، اُن کے حوالے سے جائزہ لینے پر مندرجہ ذیل مفردات و مرکبات ملتے ہیں جو علمی اردو لغت (جامع) میں شامل نہیں:

زنانِ مصر:

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے
زلیخا ہے خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہو گئیں
دیوانِ غالب نسخہ عرشی ص238[3]

ماہ نخشب:

چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے
خورشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا
(ایضاًص176)

دست موسیٰ:

حسنِ آشفتگی جلوہ ہے عرض اعجاز
دستِ موسیٰ بسر دعویٰ باطل باندھا
(ایضاًص164)

لَقا کی ڈاڑھی:

دُرِّ معنٰی سے مرا صفحہ لَقا کی ڈاڑھی
غمِ گیتی سے مرا سینہ عمر کی زنبیل
(ایضاًص135)

خامہ مانی:

زلف تحریر پریشان تقاضا ہے
شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے
(ایضاًص84)

بار کرنا (بہ معنی سامان چڑھانا): "اپنے اُس امیر کو اور ساتھ والوں کو کہا کہ کشتیاں منگوا کر، یہ سب جواہر و نقد و جنس اور کتابیں بار کر لو۔ ")باغ و بہار، ص4(

کھِیلنا (بہ معنی ایک طرح کی کشتی): "نواڑے، بَجرے، مُور پنکھی، پَلوار، لچکے، کھِلنے، اُلاق، پٹیلیوں پر مع سَر اَنجام سوار کر کر رُخصت کیا۔ "
) ایضاً ص:107(

ہوا بہنا (بہ معنی ہوا چلنا): "بجلی بھی کَوندرہی تھی اور ہَوا نَرم نِرم بہتی تھی" (ایضاً ص:55)

جوگنی کو پیٹھ دینا (بہ معنی بُری ساعت ااور سمت سے بچ کر نکلنا) جوگنی: علمِ نجوم کے مطابق وہ روحیں جن کے اختیار میں اچھے برے وقت ہوتے ہیں۔ یہ مقرر ہے کہ کن تاریخوں میں وہ کس سمت ہوں گی۔ اُن تاریخوں میں اُس سمت سفر نہیں کرتے، اُس کے مخالف سمت سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ (ایضاً) ص:650(

"ایک دِن جوگنی کو پیٹھ دے کر وہاں سے کوُچ کیا)" ایضاً ایضاً ص:129(

مندرجہ بالا مثالیں اُن الفاظ پر مشتمل ہیں جو اُصول کے مطابق لغت میں درج ہونے چاہیں تھے۔

اِس کے علاوہ کچھ ایسے اندراجات بھی لغت میں ملتے ہیں، جن کی حیثیت اضافی اندراجات کی ہے۔ ان اضافی اندراجات کی بڑی وجہ تکرار الفاظ ہے۔ تکرارِ الفاظ کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک اندراج کے ذیل میں جو اندراجات دیے ہیں، انھیں پھر اُن کے مقام پر مستقل اندراج کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً

"بڑھانا: (ار۔مصدر) (1) آگے کرنا۔ آگے لے جانا(2)زیادہ کرنا ۔ بہت کرنا(3) دراز کرنا۔ لمبا کرنا(4) ترقی دینا۔ اضافہ کرنا(5) امیر کرنا۔ دولت مند کرنا(6) شامل کرنا۔ ملانا۔ جوڑنا(7) پھیلانا۔ وسیع کرنا(8)اُٹھانا(9) کھینچنا(10) تعریف کرنا۔ مدح کرنا(11) بنانا۔ تعریف میں مبالغہ کرنا(12) سرکانا۔ آگے کرنا۔ پیش کرنا(13) دیر لگانا۔ ملتوی کرنا(14) دودھ چھڑانا۔ عورتوں کا بچوں کو دودھ پلانا بند کرنا(15)دستر خوان اُٹھانا، ہٹانا(16) شمع وغیرہ کا بجھانا۔ گُل کرنا(17) زیور، کپڑے وغیرہ اتارنا۔ الگ کرنا(18) دُکان بند کرنا

(19) پتنگ اڑانا۔ بلند کرنا۔ (20) بال لمبے کرنا، رکھنا (21) پالنا (22) (دِل وغیرہ) ہمت زیادہ کرنا۔ حوصلہ دینا۔ جرات دلانا (23) (ہاتھ) مانگنا۔ ملانے کے لیے آگے کرنا (24) بات۔ دیکھیے بات کے تحت" (علمی اردو لغت (جامع ،(ص:227)[5])

یہاں "بڑھانا" مصدر کے بیان کردہ معٰنی میں سے بعض مستقل اندراج کے طور پر الگ سے دوبارہ درج کیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

دودھ بڑھانا:(ار۔ محا) بچے کا دودھ چھڑانا(ص:751)

دستر خوان بڑھانا:(ار۔ محاورہ) کھانے کے بعد دستر خوان اٹھانا (ص:720)

شمع بڑھا دینا/بڑھانا :ار۔ محاورہ) شمع کو بجھا دینا۔ گُل کر دینا)ص:961(

پتنگ بڑھانا:(ار۔ محاورہ) پتنگ کو ہوا میں بلند کرنا(ص331)

بال بڑھانا:(ار۔ محاورہ) بالوں کو لمبا ہونے دینے(ص:186)

دِل بڑھانا:(ار۔ محاورہ)حوصلہ دلانا۔ ہمّت بندھانا(ص:728)

ہاتھ بڑھانا:(ار۔ محاورہ)(1) کوئی چیز لینے یا دینے کے لیے ہاتھ آگے کرنا۔ ہاتھ لمبا کرنا (2) اپنی حد سے آگے بڑھنا (3) سوال کرنا۔ مانگنا (4) دخل بڑھانا(5) معمول سے زیادہ لین (6) دست درازی کرنا)ص:1564(

مندرجہ بالا سات اندراجات میں سے چھے کے وہی معٰنی، اُسی قدر تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں جو "بڑھانا" کے ذیل میں بیان کیے جا چکے تھے۔ "ہاتھ بڑھانا" کے معٰنی مستقل اندراج میں زیادہ تفصیل سے دیے گئے ہیں۔ تکرارِ اندراجات کی دوسری صورت یہ ہے کہ دو لغات کے مجموعے کو بھی بہ طور لیما درج کیا گیا ہے۔ اور پھر اُن دونوں کو مفردات کی صورت میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً:

برادر زادہ: (ف۔ اند) بھائی کا بیٹا۔ بھتیجا(ص:217)

برادر (ف۔ اند): (1)۔ بھائی (2) رشتہ دار۔ ہم قوم (3) ہم قوم۔ ہم مشرب (4) ہم پیشہ (ص:217)

زادہ:(ف۔صف) جنا ہوا۔ پیدا شدہ۔ بیٹا(ص:842)

برادرِ حقیقی: (فع۔اند) سگا بھائی(ص:217)

حقیقی: (ع۔صف)(1) اصلی۔ سچا۔ کھرا۔ بلا آمیزش(2) اپنا۔ سَگا۔ (3) ذاتی(ص:653)

زنانی: (ف صف) زن سے منسوب۔ عورت کے متعلق۔ عورت کی (ص:858)

پوشاک:(ف۔امث) پہننے کے کپڑے۔ لباس(ص:380)

زنانی پوشاک: (ف امث)عورتوں کے پہننے کے کپڑے(ص:858)

طفل:(ع اند) لڑکا۔ بچّہ (ص:993)

طفلِ شیر/طفل شیر خوار/ خوارہ:(ع ف اند)دودھ پیتا بچّہ (ص:993)

شیر خوار خور:(ف صف)دودھ پیتا بچّہ (ص:967)

مندرجہ بالا مثالوں میں محلِ نظر امر اندراجات کی تکرار ہے۔ علاوہ ازیں زیرِ مطالعہ لغت میں بعض ایسے اندراجات بھی ملتے ہیں جو لغاتی اندراج کی حیثیت نہیں رکھتے بل کہ اُن کی حیثیت محض ترکیبِ اضافی یا ترکیبِ توصیفی کی ہے۔ مثال کے طور پر لفظ "صاحب" کے اندراج کے بعد ایک سو سے زائد تراکیب درج کی گئی ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

صاحبِ اختیار، صاحبِ اخلاق، صاحبِ اِدراک، صاحبِ استعداد، صاحبِ اعتبار، صاحبِ اَفسر، صاحبِ اقبال، صاحبِ اقتدار، صاحب الزماں، صاحبِ اِمضا، صاحبِ انصاف صاحب برید، صاحب بستہ، صاحبِ تاج و تخت، صاحبِ تدبیر، صاحبِ تمکنت، صاحبِ تمیز، صاحبِ جاہ، صاحبِ جائیداد، صاحبِ جمال، صاحبِ جیش، صاحبِ حال، صاحبِ حال و قال، صاحبِ حق، صاحبِ حوت، صاحبِ حیثیت، صاحبِ خانہ، صاحبِ درد، صاحبِ دِل، صاحبِ دماغ، صاحبِ دولت، صاحبِ دیوان، صاحبِ ذوق، صاحبِ رائے، صاحبِ رسالت/رسالہ، صاحبِ روایت، صاحب زادگی، صاحب زادہ، صاحبزادہ پن، صاحبِ زر، صاحبِ زُبان، صاحبِ زمان، صاحبِ سجادہ، صاحبِ سریر، صاحبِ سعادت، صاحبِ سکّہ و خطبہ، صاحب سلامت، صاحب سلامت کرنا، صاحب سلامت ہونا، صاحبِ سلیقہ، صاحبِ شان و شوکت، صاحبِ شجاعت، صاحبِ شکوہ، صاحبِ صفین، صاحبِ طبع، صاحبِ طمع،

صاحبِ ظرف، صاحبِ ظہور، صاحبِ عالم، صاحبِ عدالت، صاحبِ عدل، صاحبِ عرفان، صاحبِ عزّ و شان، صاحبِ عصا، صاحبِ عطا و نعم، صاحبِ عنوان، صاحبِ غَرَض، صاحبِ غیرت، صاحبِ فراست، صاحبِ فراش، صاحبِ فن، صاحبِ فہم و فراست، صاحبِ قِران، صاحبِ قِرانی، صاحبِ قسمت، صاحبِ قلم، صاحبِ قوت، صاحبِ قیافہ، صاحبِ کتاب، صاحبِ کرامت، صاحبِ کرم، صاحبِ کمال، صاحبِ لَو لاک، صاحبِ لیاقت، صاحبِ مال، صاحبِ ماتم، صاحبِ محفل، صاحبِ مروّت، صاحبِ مقدور، صاحبِ منصب، صاحبِ منزلت، صاحبِ نار، صاحبِ نام و ننگ (کذا ننگ)، صاحبِ نسبت، صاحبِ نسب، صاحبِ نصیب، صاحبِ نظر، صاحبِ نیاز، صاحبِ وضع، صاحبِ وقار، صاحبِ وقوف، صاحبِ ہنر، صاحبِ ہوش، صاحبِ یدِ بیضا (ص:970-971)

ان میں سے چند اندراجات جیسے صاحب الزماں (امام مہدی)، صاحبِ حوت (حضرت یونس)، صاحبِ صفین (حضرت علی المرتضیٰ)، صاحبِ عصا اور صاحبِ یدِ بیضا (حضرت موسیٰ) اور صاحبِ لَو لاک (حضرت محمد رسول اللہ) جو تلمیحی حوالے کی وجہ سے لغاتی حیثیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں صاحبِ بستہ (بہ معنی سوز خوانوں کا سردار)، صاحبِ دل (بہ معنی متقی، خدا شناس اور حسّاس)، صاحبِ دماغ (بہ معنی مغرور)، صاحبِ سکّہ و خطبہ (بہ معنی بادشاہ یا خلیفہ جس کے نام کا سکہ جاری ہوا ہو اور جس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہو)، صاحب سلامت (بہ معنی سرسری ملاقات، علیک سلیک)، صاحبِ فراش (بہ معنی بیمار جو بستر سے اُٹھ نہ سکتا ہو)، صاحبِ نار (بہ معنی جہنمی) اور صاحبِ نظر (بہ معنی دور اندیش) ایسی تراکیب ہیں جو اپنے اضافی اور توصیفی معنوں سے آگے کے معنی کی حامل ہیں۔ جب کہ اِن کے سوا دیگر تراکیب غیر لغاتی ہیں۔ ان کا تعلق لغت کی بجائے قواعدِ زبان سے ہے۔ ان کا مفہوم جاننے کے لیے صرف مرکبِ اضافی اور مرکبِ توصیفی کا علم ہونا چاہیے۔

لغت میں کسی لفظ کی بنیادی یا لغوی اکائی ہی درج کی جاتی ہے جو غیر تصریفی شکل ہوتی ہے۔ زیر مطالعہ میں بعض اندراجات ایسے بھی ملتے ہیں جو تصریفی شکل کے حامل ہیں۔ چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

بکرے: (ھ۔ اِمذ) دیکھیے "بکرا" جس کی یہ جمع اور مغیرہ صورت ہے۔
(ص: 238)

جوتے:(ار۔ امذ)دیکھئے "جوتا" جس کی یہ جمع اور مغیرہ حالت ہے۔ (ص: 550)

جھوٹے:(ار۔ صف ۔مذ) دیکھئے "جھوٹا" جس کی یہ جمع اور مغیرہ صورت ہے۔(ص: 565)

فقرے:(ار۔امذ) دیکھئے "فقرہ" جس کی یہ جمع اور مغیرہ حالت ہے۔(ص: 1056)

کُتّے:دیکھئے "بکرا" جس کی یہ جمع اور مغیرہ صورت ہے۔ (ص: 1116)

نخرے(ا۔ امذ) دیکھئے "نخرا" جس کی یہ جمع اور مغیرہ صورت ہے۔(ص: 1500)

ایسے اندراجات کے معنٰی کے لیے راس الفاظ کی طرف رجوع کروایا گیا ہے کیوں کہ اس تغیر کے نتیجے میں معنٰی میں کوئی بڑی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔اِن مغیرہ صورتوں کو درج کرنے کی وجہ اِن کا تراکیب میں استعمال ہونا ہے۔

چوں کہ یہ ایک جامع لغت ہے،اِس میں کافی تعداد میں ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی شامل ہیں۔اردو ضرب الامثال کے علاوہ فارسی ضرب الامثال بھی شامل لغت کی گئی ہیں۔چند مثالیں پیش ہیں:

هرچه از دوست / غیب می رسد نیکو است (ص: 1582)

ہرچہ درکان نمک رفت نمک شد (ص: 1582)

ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے (ص: 1582)

ہر عیب کہ سلطان بہ پسند د ہنر ست (ص: 1582)

ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مقامے / مکانے دارد (ص: 1582)

اِس میں کوئی شک نہیں اردو ادب پاروں میں فارسی ضرب الامثال ملتی ہیں۔تاہم اِس معاملے میں افراط سے کام لیا گیا ہے۔کچھ ضرب الامثال ایسی بھی ہیں جن کی سند اردو لغت (تاریخی اُصول پر) میں بھی نہیں دی گئی۔جیسے ہر چہ از دوست / غیب می رسد نیکو است۔ اِس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ ایسی ضرب الامثال ادبی کتب کی بجائے لغات سے اخذ کی گئی ہوں۔علاوہ ازیں بہت اہم بات یہ ہے کہ اس لغت میں شامل بعض ضرب الامثال اور وارث

سرہندی ہی کے مرتب کردہ لغت "جامع الامثال" میں درج ضرب الامثال سے مختلف ہیں۔ جیسے:۔

ہر چہ در دیگ ست بچمچہ می آید (علمی اردو لغت جامع، ص: 1582)

ہر چہ در دیگ است در کفچہ می آید (جامع الامثال؛ص:443)

ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مقامے / مکانے دارد (علمی اردو لغت جامع، ص:1582)

ہر سخن موقع / وقتے و ہر نکتہ مقامے / مکانے دارد (جامع الامثال؛ص:443)

فقروں کو درجِ لغت کرنے کا جواز اُن کے محلِّ استعمال کے بیان سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک اندراج ہے:

"خدا خیر کرے" :(ار۔ کلمہ دعا) خطرے کے موقع پر بولتے ہیں۔یعنی خدا بھلا کرے، خدا محفوظ رکھے۔

اس فقرے میں شامل الفاظ کو اگر لفظاً لفظاً دیکھا جائے تو وہ مفہوم نہیں ملتا جو اِس کا محلِ استعمال میں بتایا گیا ہے۔ ایک فقرے کو لغویے کے طور پر درج کرنے کی یہی بنیاد ہوتی ہے۔ تاہم لغت میں غیر لغاتی(Non Lexical) اندراجات بھی ملتے ہیں۔ مثال کے طور ایک اندراج خدا کے تحت مندرجہ ذیل غیر لغاتی اندراجات بھی ملتے ہیں:

خدا اسلامت رکھے۔ (علمی اردو لغت جامع ص668(

خدا عمر دراز کرے۔) ایضاص669(

خدا غارت کرے۔) ایضاص669(

خدا نیک توفیق دے۔ خدا عمر دراز کرے۔) ایضا670(

اِس قبیل کے فقروں کو لغاتی اندراج کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ جب لغت میں لفظ "غارت" درج ہے، اس کے معنٰی دیے گئے ہیں تو اُسے اس فقرے "خدا غارت کرے" کی صورت میں لکھنے سے معنٰی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

کچھ ایسے اندراجات ہیں جنہیں محاورہ قرار دیا گیا ہے جب کہ اُن کے دیے گئے معنٰی کی رو سے وہ محارے کے زمرے میں نہیں آتے بل کہ لغاتی اندراج کی تعریف پر ہی پورے نہیں اُترتے، جیسے:

سر سے توڑنا:(ار۔ محا) سر پر مار کے توڑنا۔ اپنا سر مار کر کسی چیز کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا) ص901(

دانت ہلنا: (ار۔ محا) جڑیں کمزور ہو کر دانتوں میں جنبش پیدا ہونا
)ص702(

اِسی طرح بعض تشبیہات کو لغاتی اندراج کا درجہ دیا گیا ہے، جیسے:

پہاڑ سا دِن:(ار۔ امذ) بہت بڑا دِن جس کا کاٹنا دشوار ہو۔)ص381(

پہاڑ سی رات:(ار۔ امث) طویل اور مصیبت کی رات)ص381(

فحش الفاظ

اردو لغات میں ممنوعات (taboo) کے اندراج کی ریت ڈاکٹر فیلن سے شروع ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنی ڈکشنری میں یہ فواحشات "زبان کے استعمالات" کے نام پر جمع کیے تھے۔(7)

فیلن کے ساتھ کام کرنے کے نتیجے میں یہ اندراجات سیّد احمد دہلوی کی فرہنگِ آصفیہ میں بھی جگہ پا گئے۔ اِس معاملے میں اختلاف رائے موجود رہا ہے۔ پروفیسر مسعود حسین اور قاضی عبد الاودود نے فرہنگ آصفیہ پر اس معاملے میں گرفت کی ہے۔ سیّد قدرت نقوی بھی اِس ضمن میں متذبذب معلوم ہوتے ہیں تاہم وہ ایسے اندراجات کی نشان دہی کیے جانے کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

> "عامیانہ اور سوقیانہ الفاظ سے بھی گریز و اجتناب نہ کیا جائے۔ یہ بھی متنازع مسئلہ ہے، نشان دہی کی جا سکتی ہے۔(8) "

بہر حال ایسے اندراجات کو فواحشات نام دیا جائے یا مغلظات کا، یہ زبان کا حصہ ہیں۔ بول چال کے علاوہ بعض ریختی گو شعرا کا تخلیقی سرمایہ موجود ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جعفر زٹلی کے " زٹل نامہ" کا تو ایک صفحہ بھی اس زبان سے مبرّا نہیں۔ لیکن وہ شمالی ہند میں ارتقائے زبان کی ابتدائی شکل و صورت کو پیش کرتا ہے۔ اس میں لفظیات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے جس کی اہمیت کے پیش نظر لسانیات اور ادب کے طالب علم کے لیے ناگزیر ہے۔ تالیف لغت کے معاملے میں بھی اعتدال کی راہ اختیار کرنا چاہیے۔ بعض ناقدین "انگیا کی چڑیا" جیسے اندراجات کو بھی فحش کے زمرے میں رکھتے ہیں۔(9) اور بعض مغلظات کو بھی شاملِ لغت کرنے کے قائل ہیں۔

علمی اردو لغت (جامع) بھی اِس بحث سے مبرّا نہیں۔ یہاں "چ" کی تقطیع میں واقعتاً گالی کو بھی لغت بند کیا گیا ہے۔

مثالیں: (1) چوت مرانی: (ار۔ گالی) فحشہ۔ قحبہ؛(2)چوت مارنا: (ار۔ محاورہ)جماع کرنا، چودنا(3) چوت مروانا/ مرانا(ار۔ محاورہ) جماع کرانا، چُدوانا(4) چوت مروانی (ار۔صف) گالی کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔چوت مروانے والی، زانیہ، فاحشہ، بدکار(ص611)

ترتیبِ اندراجات

اندراجاتِ لغت کے تعیّن کے بعد لغت نویس کے سامنے یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ ان اندراجات کو کس طرح ترتیب دینا ہے۔اسی ترتیب کی بنیاد پر ہی قارئینِ لغت اپنے مطلوبہ لفظ تک پہنچتے ہیں۔اِس سلسلے میں لغت نویس کے لیے ایک اہم معاملہ حروفِ تہجی کا تعیّن اور اُن کی ترتیب ہے۔ اردو حروفِ تہجّی کے ضمن میں ہائیہ یاہکاری آوازیں موضوعِ بحث رہی ہیں۔ اردو لغات میں ہکاری آوازوں کو علیحدہ حروف کی حیثیت نہیں دی جاتی رہی۔ چناں چہ لغات میں "ب" کے بعد "بھ" کی تقطیع قائم کرنے کی بجائے "پ" کی تقطیع قائم کی جاتی رہی ہے۔ سب سے پہلے بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے "لغت کبیر(اردو)" میں "ب" کے بعد "بھ" کی تقطیع قائم کی۔ اِسی کے تتبع میں اردو لغت بورڈ نے اپنے لغت کی ترتیب کا اہتمام کیا ہے۔ چناں چہ اردو لغت میں حروف کی تعداد ترپن ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا	آ	ب	بھ	پ	پھ
ت	تھ	ٹ	ٹھ	ث	ج
جھ	چ	چھ	ح	خ	د
دھ	ڈ	ڈھ	ذ	ر	رھ
ڑ	ڑھ	ز	ژ	س	ش
ص	ض	ط	ظ	ع	غ
ف	ق	ک	کھ	گ	گھ
ل	لھ	م	مھ	ن	نھ
و	ہ(ۃ)	* ئ	ی	ے	

* (اردو لغت (تاریخی اُصول پر) تحقیقی وتنقیدی مطالعہ" میں کتابت کی غلطی کی بنا پر"و(ۃ)" درج ہے[10]

علمی اردو لغت (جامع) میں اِس ترتیب کا اہتمام نہیں۔ اس ضمن میں یہ پہلو بھی مد نظر رکھنے کا ہے کہ لغت کبیر کے منصوبے کی صورت میں یہ ترتیب وارث سرہندی کے سامنے تھی۔ بہر حال انھوں نے علمی اردو لغت (جامع) میں مندرجہ ذیل حروف کی تقطیع قائم کی ہے:

آ	ا	ب	پ	ت	ٹ
ث	ج	چ	ح	خ	د
ڈ	ذ	ر	ڑ	ز	ژ
س	ش	ص	ض	ط	ظ
ع	غ	ف	ق	ک	گ
ل	م	ن	و	ہ	ی

مندرجہ بالا ترتیب میں " آ" کو" ا" سے پیش تر رکھا گیا ہے۔ چوں کہ "آ" دو" ا" کا مجموعہ مانا جاتا ہے اس لیے ترتیب میں " ا" کی تقطیع" آ" سے پہلے آنی چاہے۔ گو"آ "اور"ا" کی تقطیع الگ الگ قائم کی ہے تاہم اِن کو ایک ہی حرف شمار کیا ہے اور " ب" کو اردو حروفِ تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے دوسرا حرف قرار دیا ہے۔ باوجودیکہ "ڑ "سے کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا، اس کی تقطیع قائم کی گئی ہے اور دیگر حروفِ تہجی کی طرح اس کا بھی تعارف دیا گیا ہے۔"ء"کی الگ سے تقطیع نہیں بنائی تاہم مختلف حروف کی ذیلی تقطیعوں میں اِسے شامل کیا گیا ہے جیسے "ا"کی ذیل میں "ا۔ہ"کے بعد "اء"کی تقطیع بنائی گئی ہے اور اس میں اِئتلاف اور ائمہ کے دو اندراج دیے گئے ہیں۔ سب سے آخر میں "ی"کی تقطیع قائم کی گئی ہے ۔"ی" کو اُردو حروفِ تہجی کا پینتیسواں اور آخری حرف قرار دیا ہے۔ اِس ضمن میں یہ موقف اپنایا گیا ہے کہ متحرک الف عربی میں ہمزہ کہلاتا ہے اور "ء"کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ اس ضمن میں یہ بات مدِ نظر رکھنی چاہیے کہ اگر اُردو میں مستعمل کسی ایک لفظ میں بھی ہمزہ بہ طور حرف شامل ہے تو اُسے حروفِ تہجی میں شامل ہونا چاہیے۔ اِسی طرح کا معاملہ "ی" کے ضمن میں ہے کہ "یا" تین قسم کی ہوتی ہے یعنی یائے معروف، یائے مجہول اور یائے لین۔ گویا "ے " الگ سے ایک حرف نہیں۔ جب کہ صورتِ حال اِس سے مختلف ہے۔ "ے" کو الگ سے ایک حرف کی شناخت ملنی چاہیے۔

علاوہ ازیں جیسا کہ " آ" کو مرکب حرف مانا گیا ہے کہ یہ دو "ا" لفوں کا مجموعہ ہے ایسے ہی " ھ " سے مرکب حروف حروف کی الگ الگ تقطیع قائم کی جانی چاہیے۔ چوں کہ اس تعین حروفِ میں ہکاریہ آوازوں کو حروف کے طور پر شامل نہیں کیا گیا اِس لیے ہر تقطیع میں "ہ" کے بعد "ھ سے مرکب حروف کا نمبر آتا ہے مثال کے طور پر "بندہ نوازی" کے بعد" بندھ" کا اندراج کیا گیا ہے۔

اگرچہ سبھی لغات میں ترتیبِ اندراجات کے لیے ہجائی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے تاہم اس ضمن میں دو مختلف روشیں ملتی ہیں۔ ایک یہ کہ مفردات، مرکّبات، ضرب الامثال غرض کہ تمام مشمولات کو مفرد اندراج کی حیثیت دے کر الگ الگ سطر میں درج کیا جائے جیسا کہ فرہنگِ آصفیہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مفردات کو راس الفاظ کے طور پر درج کیا جائے اور ان کے ذیل میں اُن کے متعلقہ مرکّبات اور محاورات درج کر دیے جائیں جیسا کہ نور اللغات میں کیا گیا ہے۔

علمی اردو لغت میں بھی ہجائی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں راس لفظ (Headword) کے اندراج کے بعد ہجائی ترتیب سے اُس سے بننے والے تمام تحتی یا ذیلی اندراجات (Sub-entries) مرکبات، محاورات اور ضرب الامثال کا اندراج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مفردات کی ہجائی ترتیب کے لحاظ دوسرا مفرد اندراج کیا گیا اور پھر اُس سے متعلقہ ذیلی اندراجات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جیسے "جگر" کے اندراج کے بعد اس کے تمام ذیلی اندراجات ہجائی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ "جگر ہونا" کے بعد "جگرا" (بہ معنیٰ ہمت، حوصلہ، جرات، دلیری) کا اندراج ہے۔ بعد ازاں "جگری" (بہ معنیٰ 1۔ اندرونی 2۔ دلی، سچّا، گہرا) اور اس کے ذیلی اندراجات دیے گئے ہیں۔

اِس معاملے میں بعض مقامات پر فروگزاشت بھی ہوئی ہے۔ جیسے "آتا" کے ذیلی اندراجات میں " آتے آتے" ، "آتے بھلے نہ جاتے" ، "آتے جاتے" ، "آتے کا نام سہجا جاتے کا نام نکتا" کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ اِس کے بعد "آتش" اور " آتما" وغیرہ کے اندراجات ہیں۔ پھر "آتُو / آتوں" کے بعد "آتے" (بہ طور راس لفظ) دیا گیا ہے۔ اور "آتے آؤ جاتے جاؤ" ، " آتے بھلے نہ جاتے" دو ضرب الامثال بہ طور ذیلی اندراج دی گئی ہیں۔ بعد ازیں "آتی" اور "آتی پاتی" دو اندراجات دیے گئے ہیں۔

معیاری اور مولف کے اپنے اختیار کردہ طریق کے مطابق مندرجہ بالا اندراجات کی درست ترتیب اِس طرح بنتی ہے کہ " آتُو/آتوں" کے بعد " آتی" اور "آتی پاتی" کا اندراج کیا جاتا۔ اِس کے بعد "آتے" اور اُس کے ذیلی اندراجات " آتے آتے" ، "آتے آؤ جاتے جاؤ" ، "آتے بھلے نہ جاتے" ،(یہ اندراج سہواً دو دفعہ ہو گیا ہوا ہے) "آتے جاتے" ، "آتے کا نام سہجا جاتے کا نام نکٹا" لائے جاتے۔

اِسی طرح "خیر سگال" اور "خیر سگالی" کا اندراج "خیر سلّا/ خیر صلّاح" سے قبل ہونا چاہیے جب کہ انھیں "خیر سے کٹنا" کے بعد درج کیا گیا ہے۔ تاہم یہ فروگزاشت کے زمرے میں آتا ہے نہ کہ اُصول کے۔

"آتی" کا اندراج "آتے" سے پہلے اِس لیے ہونا چاہیے کہ باقی اندراجات میں مولف نے یائے معروف کو یائے مجہول پر ترجیح دی ہے۔ ایسا صرف اسی صورت میں کیا گیا ہے کہ "ی/ے" کسی لفظ کے آخر میں آئی ہو۔ کسی کلمے کے درمیان استعمال ہونے والی یائے معروف اور یائے مجہول کی ترتیب میں ایسی کوئی پابندی اختیار نہیں کی گئی۔

ایسے متحد الحروف اور متحد التلفظ لیکن مختلف الاصل الفاظ کو الگ الگ مفردات کے طور پر درج کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک مفرد اندراج کے بعد اُس سے متعلقہ ذیلی اندراجات دیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر لفظ "کام" بہ طور سنسکرت اسم مذکر درج کرنے کے بعد "کام دیو" کا اندراج کیا گیا ہے۔(ص1100)

پھر "کام" بہ طور اردو اسم مذکر درج ہے۔(ص1100)

اِس کے ذیلی اندراجات دو سے زائد صفحات کو محیط ہیں۔ بعد ازاں "کام" بہ طور فارسی اسم مذکر درج کر کے (ص1103) اُس کے ذیلی اندراجات دیے گئے ہیں۔

ایسے الفاظ جو متحد الحروف لیکن مختلف التلفظ یا مختلف الصوت ہیں، اُن کو بھی الگ الگ اندراجات کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اِس سلسلے میں اعراب کی ترتیب (زبر، زیر، پیش) کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مثلاً

اَدھر 1۔بے سہارا۔ بین بین۔ معلق۔ اِدھر نہ اُدھر 2۔ہونٹ

اِدھر یہاں اِس طرف۔ اِس سمت۔ قریب۔ پاس اِس زمانے میں

اُدھر اُس سمت۔ اُس سمت۔ وہاں۔ دور۔ سابق۔ پیشتر۔ خدا کی طرف اشارہ (ص91۔92)

ایسے متحد الحروف اور متحد التلفظ یا متحد الصوت الفاظ جن کا تعلق مختلف زبانوں سے ہے اُنھیں بھی جداگانہ اندراجات کی حیثیت دی گئی ہے۔ جیسے:

(1)۔بَس (انگ۔ امث) چار پہیّوں والی موٹر گاڑی جو کار سے بڑی ہوتی ہے اور مسافروں کی نقل و حرکت کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔(2) کرایہ کی موٹر گاڑی۔ لاری

(2)۔بَس: (ف۔ متعلق فعل) (1) کافی ۔بہت۔ کثرت سے (2) بہت یا نہایت زیادہ (3) موقوف۔ تمام۔ ختم (4) حاصلِ کلام القصّہ (5) خبردار (6) ٹھہرو۔ رکو۔ دم لو (7) فقط۔ صرف (8) اب۔ اِس وقت (9) یعنی (10) سب۔ تمام۔ کُل (11) اور نہیں ۔اب نہیں

(3)۔بَس: (ہ۔ امذ) (1) طاقت۔ قوّت (2) حکم۔ اختیار۔ قابو۔ قدرت (3) مرضی۔ رسوخ (4) موقع۔ داؤں (5) چارہ۔ علاج۔ زور

(4)۔بَس: (ہ۔ امذ) بسنا سے صیغہ۔ کسی جگہ رہنا

(5)۔بِس: (ہ۔ امذ) (1) زہر سم۔(2) بچھناک مجازاً کوئی کڑوی چیز۔ ناگوار چیز۔ ناگوار چیز۔ فساد یا جھگڑا پیدا کرنے والی چیز۔۔۔

(6)۔بُس: (ھ کذا=ہ فعل) بُسنا مصدر سے صیغہ امر (ص230)

ان اندراجات کے بعد ان کے ذیلی اندراجات بغیر مناسب ترتیب کے دیے گئے ہیں۔ اُصولاً مندرجہ بالا چھے اندراجات پے در پے درج کرنے کی بجائے ہر ایک اندراج کے بعد اُس کے ذیلی اندراجات دیے جانے چاہیں تھے۔ جب کہ یہاں انھیں خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہونا یہ چاہیے تھا کہ "بَس (ف۔ متعلق فعل)" کے بعد اِس کے ذیلی اندراج کے طور پر "بس دیکھ لیا" درج کیا جاتا۔ اِس کے بعد اگلا راس لفظ" بَس (ہ۔ امذ)" درج کیا جاتا اور پھر اِس کے ذیلی اندراجات "بس کا" ، "بس کا روگ" وغیرہ درج کیے جاتے۔

ترتیبِ اندراجات کے حوالے سے ایک اور قابلِ مطالعہ امر یہ ہے کہ مولف نے بعض اندراجات کو متبادل صورتوں کے طور پر لکھا ہے۔ یہ صورت اگر لفظ یا اندراج کے صوری حوالے سے ہو تو ٹھیک ہے لیکن جب یہ متبادل معنی کے لحاظ سے ہو تو قاری کو ایسے اندراج تک پہنچنے میں خاصی دقت ہوتی ہے بل کہ قاری یہی سمجھے گا کہ اس کا مطلوبہ لفظ لغت میں موجود ہی نہیں۔ مثال کے طور پر ایک اندراج ہے "خوب صورت" اِس کا متبادل

"خوبصورت" توٹھیک ہے"/ " لگا کر لکھ دیا گیا ہے۔یعنی اِس میں محض مرکب الفاظ کو جوڑ کر یا الگ الگ لکھنے کا معاملہ ہے۔ لیکن یہاں اِس اندراج میں اِس کا تیسرا متبادل "خوبرو" لکھنا مناسب نہیں۔ ایسی چند مثالیں درجِ ذیل ہیں:۔

خوب صورت / خوبصورت / خوبرو: (فع صف) شکیل۔ حسین۔ خوش شکل۔ قبول صورت۔ پری چہرہ(ص685)

خورشید لقا / طلعت / رو / سیما / پیکر / چہرہ رخ:(ف صف) حسین و جمیل(صفاتِ معشوق) (ص687)

خوش خصال / خو: (فع صف) اچھی عادت والا۔ نیک خصلت(ص687)

خوش فکر / اندیش: (فع صف) خوش خیال(اچھے شعر کہنے والا شاعر) (ص688)

حالاں کہ لغت میں اِس قبیل کے بعض دیگر اندراجات الگ الگ اپنے متعلقہ مقامات پر درج بھی ہیں، جیسے:خوش قسمت: (فع صف) دیکھیے"خوش اقبال"(688)

خوش نصیب: (ف صف) خوش قسمت(ص689)

املا کا تعین

اردو لغت نویسی کے بنیادی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ مختلف الفاظ کے املا کا تعین بھی ہے۔ ایسے مسائل عموماًموضوعِ بحث بنتے رہتے ہیں۔ ایسی ہی صورتِ حال کے پیشِ نظر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں رقمطراز ہیں:

> "یہ حقیقت ہے کہ ہر زبان کے لیے صحیح املا کے قواعد ضروری ہیں، جس قدر یہ ضروری ہیں اردو داں طبقے میں اُتنی ہی اِن سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک لفظ ایک شخص جس طرح سے لکھ دیتا ہے وہ دوسروں کے لیے سند بن جاتا ہے۔ اور جہاں کتابوں یا اخباروں میں اس کی تکرار ہوئی وہ مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔(11)"

اِس مسئلہ کی بنیادی وجہ عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ کا اردو میں شامل ہونا ہے۔ بعض لکھنے والے الفاظ کو متعلقہ زبان کے تلفظ کے مطابق لکھنے کے حامی ہیں اور بعض اِنھیں اردو میں رائج تلفظ کے مطابق لکھنے کے قائل ہیں۔ وارث سرہندی الفاظ کو متعلقہ زبان کے اصل تلفظ میں لکھنے کے قائل ہیں۔ چناں چہ آپ اُردو میں مستعمل عربی، فارسی، ترکی، انگریزی اور دیگر زبانوں کے الفاظ کو بہ جنسہٖ لکھنا پسند کرتے ہیں۔ کیوں کہ اِس طریقے سے اُن

الفاظ کے اصل مفہوم تک پہنچنے میں مدد ملتی ہے۔ اگرچہ فاضل مولف نے "سخن ہائے گفتنی" کے عنوان سے لکھے گئے دیباچے میں املا کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تاہم لغت کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ املا کے معاملے میں مندرجہ ذیل اُصول وضوابط اختیار کیے گئے ہیں:۔

1۔ جدید املا کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ قدیم املا میں یائے معروف اور یائے مجہول میں فرق نہیں رکھا جاتا تھا۔ عموماً یائے مجہول کو بھی یائے معروف کی صورت میں لکھ دیا جاتا تھا، علمی اردو لغت میں اِن میں امتیاز رکھا گیا ہے۔ اِسی طرح ہکاری، ہائیہ یا مخلوط آوازوں کے لیے ہائے دوچشمی (ھ) کا استعمال کیا گیا ہے، جیسے بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ وغیرہ۔ تاہم اِس سے انحراف کی بھی مثالیں ملتی ہیں جیسے لفظ "احاطہ" کے معنی درج کرتے ہوئے شق نمبر تین میں لکھا ہے "آنگن۔ صحن خانہ تعمیر کے اطراف کھلی ہوئی جگہ جو اسی عمارت کا جزو سمجھی جاتی ہو۔" اِس سے اگلا اندراج "احاطہ کرنا" کے معنی کی شق نمبر چار یوں ہے "کلیات و جزئیات کو پورے طور پر جاننا یا سمجہنا" (اردو علمی لغت ص 81) جب کہ راس لفظ کے طور پر اور ذیلی اندراجات میں بھی "سمجھنا" کا املا درست طور پر "جھ" کے ساتھ درج ہے۔ ایک اندارج: "اُبٹنا کھیلنا" کے معنی میں دُلھن اور دولھا کا املا "ہ" سے دیا گیا ہے۔ (علمی اردو لغت ص45)

اسی طرح لسانی ماخذ کو ظاہر کرنے کے لیے بھی ہندی کے لیے "ہ" اور "ھ" دونوں ہی علامتیں ملتی ہیں۔

2۔ ہندی الاصل الفاظ کے آخر میں "ہ" کی جگہ "الف" لکھا گیا ہے۔ جیسے:

اڈا ہ۔ امذ ---۔ گاڑیوں، گڈوں، ٹانگوں، موٹروں وغیرہ کے کھڑے ہونے کا مقام (اردو علمی لغت ص92)

انڈا ہ۔ امذ بیضہ۔ تخم (اردو علمی لغت ص140)

بٹوا ہ۔ امذ ---۔ چمڑے کی تھیلی جو نقدی رکھنے کے کام آتی ہے ---۔ (ص199)

جانگیا/ جانگھیا: ہ۔ امذ ---۔ پہلوانوں کا سِلا ہوا لنگوٹ (ص5252)

دھاگا: ہ۔ امذ ڈور۔ سوت کا دھاگا (ص760)

ڈبا: ہ۔ امذ کپّا۔ چمڑے کا صندوق (ص779)

مہینا: س۔ امذ ماہ۔ ماس۔ تیس یا اس سے کم و بیش کا عرصہ (ص1464)

بعض الفاظ جن کو "ہ" سے لکھنے کا چلن زیادہ راہ پا گیا ہے، اُنھیں متبادل املا کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ مثلاً ٹھیکا / ٹھیکہ (ص512)

3۔ یورپی اور ترکی زبانوں کے الفاظ کے آخر پر "ہ" کی بجائے "الف" لکھا گیا ہے۔ جیسے:

تمغا، ڈپلوما، ڈراما، کمرا وغیرہ۔

تمغا: (ت۔ اند) ۔۔۔ کارگزاری کا انعام۔۔۔ (ص417)

ڈپلوما: (انگ۔ اند) سند۔ سرٹیفکیٹ (ص780)

ڈراما: (انگ۔ اند) کسی کہانی کو اسٹیج پر حرکاتِ جسم اور مکالمے کی صورت میں ادا کرنا۔ سوانگ۔۔۔ (ص780)

کمرا: پُر اند حجرہ۔ کوٹھڑی۔ خلوت خانہ۔۔۔ (ص1153)

تاہم اِس سلسلے میں کہیں چُوک ہو گئی ہے، جیسے ایک اندراج: "جِیغہ (ت۔ اند) ایک مرصّع زیور کا نام جو پگڑی میں باندھا جاتا تھا۔ کلغی" (ص572)

4۔ الف مقصورہ سے لکھے جانے والے قرآنی الفاظ کا املا عربی کے مطابق رکھا گیا ہے۔ جیسے:

ادنیٰ، اعلیٰ، ،تقویٰ، عیسیٰ، موسیٰ، یحیٰ وغیرہ

تاہم اِس سے مختلف صورت بھی ملتی ہے، جیسے ابراہیم اور لقمان جن کے معنٰی بھی پیغمبر ہونے کے حوالے سے ہیں۔ ان کا املا الف مقصورہ سے نہیں دیا گیا۔ "اسماعیل" کا اندراج متبادل املا کے ساتھ یوں درج ہے: اسماعیل / اسمٰعیل (ص 107)

اِسی طرح کچھ الفاظ شروع ہی سے اردو میں الف سے لکھنے کا رجحان زیادہ ہو گیا تھا، اُنھیں بھی متبادل املا کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ مثلاً مولا / مولیٰ

5۔ ایسے الفاظ جو عربی میں الف مقصورہ سے لکھے جاتے ہیں لیکن اردو میں ابتدا سے ہی اُنھیں "الف" سے لکھنے کا چلن ہے، اُنھیں ہر دو صورتوں میں درج کر دیا گیا ہے۔ گویا اُنھیں متبادل کے طور پر دیا گیا ہے، جیسے مولا / مولیٰ (ص1457)

6۔ اردو میں تائے مدورہ (ۃ) کی مبدل صورت "ت" ہے۔ چناں چہ اندراجات میں "ت" لکھا گیا ہے۔ البتہ جن اسلامی اصطلاحات میں "ۃ" مروّج ہے وہاں "ۃ" ہی لکھا گیا ہے، جیسے "زکواۃ" ہے۔ البتہ اس کا متبادل بھی درج کر دیا گیا ہے۔

7۔ فارسی کے بعض الفاظ جو "ی" سے لکھے جاتے ہیں مثلاً آرایش، آسایش، آیندہ، پایندہ، پیمایش، زیبایش، گنجایش وغیرہ۔ اُردو میں یہ "ء" کے ساتھ مروّج ہیں۔ اِس کی بڑی وجہ فارسی یہ ہے کہ اِن الفاظ کا فارسی والا تلفظ اردو بولنے والوں میں نہیں ملتا۔ لیکن چوں کہ وارث سرہندی دیگر زبانوں کے الفاظ بجنسہٖ اردو میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اِس لیے انھوں نے علمی اردو لغت میں ان الفاظ کو "ی" سے ہی لکھا ہے۔ یہاں بھی مکمل طور پر پابندی قائم نہیں رہی۔ چناں چہ گنجائش پزیر، گنجائش رکھنا، گنجائشی (ص1242)

اس کے علاوہ "نمائش، نمائش گاہ، نمائشی، نمائندگی، نمائندہ "ی" کی بجائے ایسے ہی "ء" کے ساتھ ملتے ہیں۔ (ص1526)

8۔ عربی الفاظ خصوصاً جمع اسموں کے آخر میں "ء" آتا ہے۔ اُردو میں یہ معاملہ بھی زیرِ بحث رہا ہے۔ زیرِ مطالعہ لغت میں مندرجہ بالا شق نمبر ٦ کی طرح کوئی حتمی صورت نہیں ملتی۔ زیادہ تر اندراجات میں "ء" کو گرا دیا گیا ہے، جیسے

ادبا، اغنیا، جہلا، رفقا، شرفا، شعرا، صلحا، غربا، وغیرہ۔ جب کہ کچھ اندراج ایسے بھی ملتے ہیں جن کے آخر میں "ء" کو شامل ہجا رکھا گیا ہے، جیسے انبیاء، آراء، شہداء، فقراء، وزراء وغیرہ ہیں۔ حال آں کہ مذکورہ تمام اندراجات کو اشتقاق کے ضمن میں عربی لفظ بتایا گیا ہے۔ اِس سلسلے میں ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ "سخن ہائے گفتنی" کے عنوان سے لغت کے دیباچے میں مئولف نے "ادباء، شعراء" کے الفاظ "ء" کے ساتھ ہی لکھے ہیں۔

9۔ فصل و وصل کے معاملے میں لغت کے انتساب کی عبارت سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اِس میں الفاظ کو جوڑ کر لکھنے کو روا رکھا گیا ہے۔ اِس عبارت میں نام یوں تحریر ہے:

"۔۔۔ محمد احسن خانصاحب کے نام۔۔۔"

کچھ مزید مثالیں درج کی جاتی ہیں:

آپ زندہ جہاں زندہ آپ مردہ جہاں مردہ سب کچھ اپنی جان **کیساتھ** ہے۔ (ص6)

آپ سے باہر ہونا: **بیخود** ہو جانا (ص6)

آسمان کا رونا: وہ مصیبت **جسمیں** سب مبتلا ہوں (ص18)

املا کے جدید اُصولوں کے مطابق ہر لفظ کو الگ الگ لکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مرکب کی بجائے الگ الگ لکھنے سے الفاظ کے مفاہیم تک بہتر طور پر رسائی ہو سکتی ہے۔

10۔ امالہ کرنے کے اصول سے بے توجہی برتی گئی ہے۔ اُصولِ امالہ کے مطابق جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں "الف" یا "ہ" ہو اور اُن کی جمع یائے تحتانی لگانے سے بنتی ہو نیز اُن کے مابعد پر، میں، تک، کے، کی، کو، سے، تک وغیرہ جیسے حروف میں سے کوئی حرف آئے تو املا میں اُس "الف" یا "ہ" کو یائے تحتانی سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً "سپاہی گھوڑا پر بیٹھا ہے" کی بجائے "سپاہی گھوڑے پر بیٹھا ہے" لکھا جاتا ہے۔ لغت زیرِ مطالعہ میں اِس اُصول کی پیروی نہیں کی گئی۔ اِس ضمن میں کچھ مثالیں درجِ ذیل ہیں:

اُبٹنا کھیلنا: دُلہن کے رشتہ دار دولہا کے یہاں اور دولہا کے **رشتہ دار** (رشتے دار) دُلہن کے یہاں اُبٹنا کھیلتے ہیں۔ (ص45)

ابدال: (معنی کی شق نمبر2) افغانوں کے ایک **جرگہ** (جرگے) کا مورث اعلیٰ (ص46)

اَبُر: ۔۔۔ دُخانی رنگ کی لہریں جو تلوار، خنجر وغیرہ کے پھل پر یا بندوق کی نالی پر یا دوسرے **اسلحہ** (اسلحے) پر صیقل کے ذریعے پیدا کی جاتی ہیں (ص46)

اجارہ دار: **کرایہ** (کرائے) پر لینے والا (ص83)

12۔ اگرچہ لغت کے آخر میں صحت نامہ دیا گیا ہے تاہم بعض اغلاط اُس میں درج نہیں ہو سکیں، جیسے:

اپنی کریوں پرائی کروں درست: ۔۔۔ پرائی کرووں (ص57)

"دِل آزار" کے معنی میں لفظ "موزی" (ص727) درست: موذی

"شِیر" بہ معنی دودھ کے ضمن میں لفظ "بہن" (ص967) درست: لُبن

صاحب نام وتنگ (ص971) درست: صاحب نام و ننگ

"مراسلت" کے معنی خط و کتابت (ص1366) درست: خط کتابت

نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن تا نباشد نامِ نیکت پائیدار (ص1492)

درست: ۔۔۔ تا بماند نام نیکت پائیدار[12]

"ہر گلے را رنگ و بُوے دیگر است" کی وضاحت یوں کی ہے کہ "ہر ایک کا اندازہ جُدا ہوتا ہے" (ص1583) درست: ۔۔۔ انداز جُدا ہوتا ہے۔

علاوہ ازایں اگر کوئی ایسا اندراج ملے، جس کا املا ٹھیک نہ ہو لیکن ایک طبقے میں وہ راہ پا گیا ہو۔ تو اُس کے بارے میں مولف کا طریق یہ سامنے آتا ہے کہ اُس کے املا کی تمام صورتیں درج کر دی ہیں اور غلط کی نشان دہی کر دی ہے، جیسے:

پیّا/پیّہ (ہ۔اند) دیکھیے "پہیّا" (ص400)

گویا ایسی صورت میں صرف درست املا کے ساتھ لکھے گئے لفظ کے سامنے ہی اُس کے معنٰی اور دوسری تفصیل دی گئی ہے۔

اِس طرح وارث سرہندی نے علمی اردو لغت (جامع) کی صورت میں ایک جلد میں جامع لغت مرتب کی ہے۔اس میں پیش تر ترتیب پانے والی لغات سے زیادہ اندراجات موجود ہیں۔ تاہم بعض اندراجات درج نہیں ہو پائے جن کی کچھ مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ترتیب کے حوالے سے بابائے اردو مولوی عبدالحق کی "لغت کبیر" کے سامنے ہوتے ہوئے بھی آپ نے حروف تہجی کی تعداد اور ترتیب میں روایتی انداز ہی اختیار کیا ہے۔ باوجود بہت زیادہ محنت سے کام کرنے کے اس طرف توجہ نہ کرنا شاید آپ نے اہم نہیں سمجھا۔ املا کے حوالے سے آپ الفاظ کو اُن کی اصل کے مطابق لکھنے کے حامی ہیں۔ تسامحات کی موجودگی کا ازالہ ہو جائے تو یہ ایک جلد میں اب تک کی جامع ترین اور مفید لغت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ قومی شناختی کارڈ نیز میٹرک کی سند کے مطابق تاریخ پیدائش 23۔ستمبر 1937ء ہے۔ جب کہ ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ نے اپنی تالیف "وفیاتِ اہلِ قلم" میں ولادت 23۔ ستمبر 1934ء اور وفات 14/ اپریل 1991ء درج کی ہے.
ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ، وفیاتِ اہلِ قلم، اسلا مآباد، اکادمی ادبیات پاکستان،200ء، ص485
تاریخ پیدائش 1934ء ہونے کی تصدیق آپ کی ایک ذاتی تحریر سے بھی ثابت ہوتی ہے (جس کی نقل راقم کے پاس موجود ہے)۔ آپ معروف لغت نویس، محقق اور ماہر لسانیات تھے۔

2. The Pakistan Times, Lahore, March 27, 1977

3۔ امتیاز علی خان عرشی (مرتب)، دیوانِ غالب (نسخہ عرشی)، لاہور، مجلس ترقی ادب، 2011ء

4۔ رشید حسن خاں (مرتب) باغ و بہار، لاہور، مجلس ترقی ادب، ط: اوّل، ص: 110

5۔ وارث سرہندی، علمی اردو (جامع)، لاہور، علمی کتاب خانہ، 1976ء، ص227

6۔ وارث سرہندی، جامع الامثال، اسلام آباد، ادارہ فروغ قومی زبان، 2018ء، ص443

7۔ مسعود ہاشمی ڈاکٹر، اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ، نئی دہلی؛ ترقی اردو بیورو، 1992ء ص: 79

8۔ سیّد قدرت نقوی ،"اطرافِ لغت "مشمولہ اردو لغت نویسی مرتبہ ڈاکٹر روف پاریکھ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،2010ء، ص358

9۔ مسعود ہاشمی ڈاکٹر، اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ، نئی دہلی؛ ترقی اردو بیورو،1992ء، ص77

10۔ بی بی امینہ ڈاکٹر ،اردو لغت (تاریخی اُصول پر) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، کراچی، انجمن ترقی اردو،2020ء، ص178، 179

11۔ غلام مصطفیٰ خان، جامع القواعد: حصہ نحو، لاہور، اردو سائنس بورڈ،2012ء ص167

12۔ بہ شکریہ محمد احسن خاں صاحب۔ یہ تصحیح انھوں نے اپنے نسخے کے میں حاشیے پر کی ہوئی ہے